رب العالمین

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

(۲)

پھر اسی ربوبیت کی شان کا ایک دوسرا پہلو پیش فرمایا گیا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (المومن ۶۴)

ترجمہ:۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔ جس نے تمہاری صورت بنائی۔ اور بڑی ہی عمدہ بنائی۔ جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بے حساب برکتوں والا وہ کائنات کا رب ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ جو خالق و پروردگار ہے اس نے مخلوق کو خلق کرتے ہوئے ہر شے کو اس کی زیست اور ہستی کی ضرورت کے مطابق موزوں ترین جسم عطا فرمایا۔ اعضاء اور ان کی عمدہ کارکردگی جو اس ہستی کو زندہ رکھنے اور زندگی میں سہولت دینے کے لیے موزوں ترین مددگار ہو سکتے ہیں ہاتھ پاؤں، کان ناک، زبان سر پیٹ غرض ہر چیز اس ہستی کی ضرورت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی مہیا کی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ والدین کی تخلیق ہے اور نہ کسی اور ہستی کی۔ یہ تو خالق و مالک ہی کی پیدا کردہ ہے۔ پھر اس جسم کی پرورش کے لیے ہر چہار طرف اس کے اپنے ذوق کی

نعمتوں کا ایک دسترخوان پھیلا دیا گیا ہے جو اُسے نفع پہنچاتا ہے اور اُسے نشوونما پانے اور پھلنے پھولنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی اپنی نوع کے افراد جو اس کے دست و بازو بنیں۔ اس کی اپنی جنس جو اس کی نسل کو قائم رکھے۔ اُس کے اپنے ارادے جو اُس کی حمایت اور پشت پناہی کریں۔ پھر زمین سے غذا کے اُبلتے ہوئے ذخیرے جن کو فراہم کرنا اُس کے اپنے بس سے باہر تھا اور جو لامتناہی ہیں۔ یہ سارے سروسامان اُس کے آنے سے بھی پہلے سے موجود ہیں۔ اور اُس کے بعد بھی موجود رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا کارخانہ ایک ایسے ربّ کریم نے جاری کیا ہے۔ جو نہایت درجہ قادر، حکیم، دانا اور مشفق و مہربان ہے۔ یہ اُس کی برکتوں کا ہی ظہور ہے کہ تمام مخلوقات کا رزق فراوانی کے ساتھ ہر سو پھیلا ہوا ہے اور ان مہربانیوں اور بندہ نوازیوں کے لیے اپنی مخلوقات کی عبودیت اور شکرگذاری کی مستحق بھی وہی ایک ذاتِ پاک ہے۔ اس سے انحراف ظلمِ عظیم ہے اور اس کے احسانات کے اعتراف سے پہلو تہی زبردست ناشکری ہے۔

سورۂ حٰم سجدہ میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کافر اس خدا سے کفر کرتے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہیں جس خدا نے زمین کو چار دنوں میں بنا دیا تھا اور جو سارے جہانوں کا پالنے والا رب ہے۔ جس نے زمین کو پیدا کر کے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور سارے سائلین کے لیے ان کی طلب و ضرورت کا سامان اس کے اندر فراہم کر دیا۔

وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۔ (سورہ حم سجدہ ۱۰)

ترجمہ:۔ (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اُوپر سے اس پر پہاڑ بنا دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں۔ اور اس کے اندر حاجت مندوں کے لیے ہر ایک کی حاجت و طلب کے مطابق ٹھیک اندازے سے سامانِ زیست رکھ دیا اور یہ سارا کام چار دن میں ہو گیا۔"

مالک کی وسعتِ رزاقیت و ربوبیت کا اندازہ کیجیے کہ پیدائش کے وقتِ اوّل سے لے کر قیامت تک جو جو مخلوقات وجود میں آنی تھی اور کائنات کا مالک اپنی قدرتِ کاملہ سے جو جو مخلوق پیدا کرنے والا تھا ان میں سے ہر ایک کی مانگ اور حاجت کے مطابق ہر ایک کی غذائی اور

جسمانی ضروریات کا سامان پہلے سے اس زمین کے اندر مہیا کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ مختلف مخلوقات کی ضروریات باہمی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہر ایک کی غذا اور ضرورت علیحدہ ہے کسی کو خشکی مطلوب ہے اور کسی کو تری درکار ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا ذوقِ غذا دوسرے سے مختلف ہے۔ لیکن مالک و خالق و پروردگار نے اپنے منصوبۂ تخلیق و پرورش میں ان سب کی ضروریات کا اہتمام ان کی پیدائش سے بھی بہت پہلے مہیا کر رکھا ہے اور جو مخلوق جب بھی کرۂ ارض پر ہستی کا جامہ پہن کر نمودار ہوتی ہے۔ اُسے اپنا رزق اور اپنی ہستی کی تمام دیگر ضروریات پہلے سے تیار مل جاتی ہیں اور رزق کا یہ سلسلہ یوں گردش میں رہتا ہے کہ اُس سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔ ہر ذی روح کو جہاں جہاں وہ ہے اور جس جس حالت میں ہے اُس کا رزق اسے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ جامع اور کامل ربوبیت اور پرورش کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سورہ العنکبوت میں فرمایا گیا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (العنکبوت - ۶۰)

ترجمہ:۔ کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ان کا رزق دیتا ہے اور تمہارا بھی وہی رازق ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

اللہ کے راستے میں اس کے دین کی خاطر جد وجہد کرتے ہوئے ایک مومن مختلف مراحل سے گذرتا ہے۔ کبھی اُسے فراہم شدہ وسائلِ رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کبھی اُسے گھر بار سے ہی نکال دیا جاتا ہے۔ تاریخِ انسانی میں اشرار اور مخالفینِ حق ہمیشہ مزاحمت کی بڑی سے بڑی کارروائیاں کرتے رہے ہیں تاکہ علمبردارانِ حق اپنے مقصد اور کام سے باز آ جائیں۔ ان مخالفانہ کارروائیوں میں انہیں وسائلِ رزق سے محروم کرنا۔ ان کے بال بچوں کو ان کی سرپرستی سے اور خود ان سے رزق کی سہولتیں چھین لینا خصوصاً شامل رہا ہے۔ کبھی کاروبار تباہ کر کے اور کبھی گھر بار چھڑوا کر۔ ایسی صورت میں ایک بندۂ مومن اس ذہنی مغالطے میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ اُس کے رزق کا معاملہ خود اس سے ہی نہیں بلکہ اُس کے کنبے اور خاندان سے بھی تعلق رکھتا ہے اور وہ بہت سی تاویلیں حق کے کام سے پہلو تہی کی سوچنے لگتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ وہ کونسا جاندار ہے جو اپنا رزق اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے اور اپنے زور اور اپنی قوت سے خود رزق حاصل کرتا ہے۔ یہ رزق تو اُس کا خدا ہی ہے جو اُسے دیتا ہے۔ اگر وہ کیڑوں، مکھیوں، مچھروں اور جھینگوں کا رازق ہے تو تم تو ان سے بہت زیادہ اس بات کے حق دار ہو کہ تمہیں رزق مہیا کیا جائے۔ اگر تم اپنے مالک کی خاطر اُس کی معلوم اور معروف رضا کے لیے باطل کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے وہ تمہیں ضرور پالے گا اور تم راہ حق میں جدھر جدھر جاؤ گے تم اپنے رب کا وسیع دستر خوان ہر جگہ اپنے سامنے پھیلا ہوا پاؤ گے۔ اسی بات کو حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے حواریوں سے کہا تھا۔ جب دعوت دین کے سلسلے میں ان پر تکالیف آئیں تو بنی اسرائیل نے اُن پر زندگی کی کشادگی تنگ کرنی شروع کر دی اس پر حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا:-

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کرسکا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت، یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں اور کیا پئیں گے اور نہ اپنے بدن کی کہ کیا پہنیں گے۔ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں اور نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں۔ پھر بھی تمہارا آسمانی باپ ان کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے۔ تم میں سے ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے۔ اور پوشاک کے لیے کیوں فکر کرتے ہو، جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ نہ وہ محنت کرتے ہیں نہ کاتتے ہیں۔ پھر بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمانؑ بھی باوجود اپنی شان و شوکت کے ان میں سے کسی کے مانند ملبّس نہ تھا۔ پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائے گی، ایسی پوشاک پہناتا ہے تو اے کم اعتقادو تم کو کیوں نہ پہنائے گا۔ اس لیے فکر مند نہ ہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا کیا پہنیں گے۔ ان سب چیزوں کی تلاش میں تو غیر قومیں رہتی ہیں۔ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اس کی

راست بازی کی تلاش کرو۔ یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائیں گی۔ کل کے لیے فکر نہ کرو۔
کل کا دن اپنی فکر آپ کرے گا۔ آج کے لیے آج ہی کا دکھ کافی ہے۔"

(بائیبل متی باب ۶ آیات ۲۴ تا ۳۴)

ظاہر ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جو مشکلات بھی سامنے آئیں انہیں انگیز کیے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور جب انبیاء کرام بھی راہ حق کی آزمائشوں اور مشکلات سے مستثنیٰ نہیں رکھے گئے تو پھر دوسرا کون اُن سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔ آخر رخصت چاہنے والوں نے تاریخ میں کب کوئی قلعے فتح کیے اور میدان سر کیے ہیں۔ یہ تو دینِ حق کی جدوجہد میں آزمائش کے مرحلے ہی ہوتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو اپنے سچے بندوں کے درجات کی بلندی مقصود ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی محبت اور عشق کا امتحان دیں اور اس امتحان میں ثابت قدم رہ کر آخرت میں رضائے الٰہی کے بلند درجات پر فائز ہو جائیں۔ ورنہ جہاں تک رزق کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے اور وہ اگر جنگل کے خنزیروں کو ان کی ضرورت اور خواہش کے مطابق رزق دے سکتا ہے تو اپنے بندوں کو اس سے کیوں محروم رکھے گا۔ چونکہ کفار کے لیے صرف چند روزہ دُنیا کی زندگانی ہی کل حاصلِ کائنات ہے اور اس کے بعد اُن کے لیے صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس لیے اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں جو آخرت کی زندگی کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے، انہیں کچھ سہولتیں دے بھی دی جائیں تو یہ کچھ تعجب انگیز بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّکِـُٔوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

(الزخرف۔ ۳۲ تا ۳۵)

ترجمہ:۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے ہی لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو ہم خدائے رحمٰن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور اُن کی سیڑھیاں جن سے

وہ اپنے بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کے وہ تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنوا دیتے۔ یہ تو محض حیاتِ دنیا کی متاع ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف متقیوں کے لیے ہے"۔

گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا کی اس مختصر سی زندگی میں سونا چاندی، جواہرات، مال و دولت اور فراواں عیش و آرام کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کفار کے پاس دُنیا کے عیش فراواں کو دیکھ کر سارے ہی انسانوں کے کفر کی طرف لڑھک جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو کافروں کے گھر سونے چاندی کے بنا دیے جاتے، اس لیے کہ ہمیشہ کی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے پھانسی پانے والے مجرم کو پھانسی کا حکم ہو جانے کے بعد دوسرے قیدیوں کے مقابلے میں بعض زائد سہولتیں اور آزادیاں دے دی جائیں اس لیے کہ دوسرے قیدیوں نے تو مدتِ قید کاٹنے کے بعد جیل خانے سے اپنے اپنے گھروں کو چلے جانا ہے اور پھانسی پانے والے نے قبرستان کے مٹی کے ڈھیروں میں جا شامل ہونا ہے اس سے تھوڑی سی رعایت بھی کچھ بعید از انصاف نہیں ہے۔

رب العالمین کا دسترخوانِ نعمت و رزّاقیت و ربوبیّت درحقیقت اتنا وسیع اور بلا نہایت ہے کہ اس کا احاطہ تو درکنار اس کا جامع نقشہ ذہن میں لانے سے بھی چشم تصوّر عاری ہے۔ اگر جانداروں میں اس کی ربوبیت میں سے صرف غذا کے انتظام کو ہی دیکھا جائے تو حیرانی و سرگشتگی سے انسان کا ذہن چکرانے لگتا ہے، رعب و ہیبت سے غور کرنے والے کی کمرِ ہمت جواب دے جاتی ہے اور شکر و امتنان کے وفور سے اس کا دل جھک جھک جاتا ہے کہ مالک کی اس فراوانی اور تنوع کا بلاشبہ احاطہ ناممکن ہے۔ اس تنوع اور افراط کے سامنے انسان گنگ ہو کر رہ جاتا ہے۔ انسان سے قطع نظر کہ اُسے محدود سے دائرے میں تمیز و اختیار کا ہلکا سا شعور و احساس بھی دیا گیا ہے۔ اشرف المخلوقات انسان کے علاوہ اس سے کمتر مخلوقات کے لیے جس طرح نعمتوں کا دسترخوان بچھایا گیا ہے وہی اس کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ اس کائنات کا مالک اپنے سروسامان میں یکتا، اپنے انتظام و اہتمام میں لاجواب، اپنی فیاضی میں منفرد اور اپنی عطا و بخشش میں بے مثال ہے اور وہ عام حیوانات کو بھی اتنا وافر دیتا

ہے اور یوں دیتا ہے کہ کوئی میزبان بادشاہ بھی اپنے مہمانوں کو اتنا کھلا پلا نہیں سکتا اور ان کی ضروریات کا اتنا ہمہ پہلو احساس واہتمام نہیں کر سکتا۔

جنگل کے جانوروں کو ہی لیجیے جو درختوں اور جھاڑ جھنکار کے درمیان کروڑوں کی تعداد میں رہتے ہیں ان میں بڑے سے بڑے جانور شیر، ہاتھی اور گینڈے سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے کیڑے مکوڑے تک وہاں آباد ہیں ان میں سے ہر ایک کی غذائی ضروریات مختلف اور الگ الگ ہیں۔ ہر ایک کا ذوق الگ ہے، ہر ایک کی خوراک الگ ہے۔ ہر ایک کی مقدار کم وبیش ہے۔ کوئی تازہ گوشت کے بغیر کچھ نہیں کھاتا۔ کوئی تازہ خون پیے بغیر کسی شے کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ کسی کی پسند مُردار گوشت ہے۔ کسی کی خوراک نباتاتی ہے تو کسی کی حیوانی ہے۔ غرض مختلف النوع خوراک کھانے والے کروڑوں جانور جنگل میں رہتے ہیں۔ جنگل میں نہ گوشت کے گودام ہیں، نہ ہوٹل ہیں، نہ راشن ڈپو ہیں، نہ خوراک کے ذخیرے ہیں نہ جگہ جگہ مختلف النوع گوشت کا انتظام ہے۔ اور ان میں سے ایک ایک جانور صبح دم اپنے بھٹ سے نکل کر اپنے مالک کے دسترخوانِ نعمت کی طرف جاتا ہے اور رات کو اسی جنگل میں دسترخوانِ ربّانی سے اپنا پیٹ بھر کر واپس اپنے بھٹ کی طرف لوٹتا ہے۔

ہوا میں اڑنے والے اربوں مختلف النوع پرند ہیں، چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور مکھیوں سے لے کر گدھوں، شاہینوں، شاہبازوں تک لاتعداد مخلوقِ ہوائی موجود ہے جو صبحدم اپنے اپنے گھونسلوں اور ٹھکانوں سے اڑتی ہے اور نکل کر رب العالمین کے ہوائی دسترخوان پر آتی ہے اور رات کا اندھیرا گہرا نہیں ہوتا کہ ان میں سے ایک ایک ہوائی مخلوق اپنے اپنے پیٹ بھر کر اطمینان وسکون سے اپنے میزبان مالک کی حمد وثنا کرتی اور اس کی تسبیح اپنی زبانِ بے زبانی سے ادا کرتی ہوئی اپنے اپنے گھونسلوں کو واپس آتی ہے۔ ان کا راشن کہاں رکھا ہے۔ ہوا میں خوراک کے ذخیرے کہاں ہیں اور ان جانوروں کی روزمرّہ دعوت کا اہتمام کس نے کر رکھا ہے۔ کون انہیں کھلاتا پلاتا ہے اور ضرورت کا رزق فراہم کرتا ہے۔ اللہ رب العالمین کے سوا آخر وہ کون ہو سکتا ہے۔

پانی کی مخلوق کی طرف جائیے، جہاں خوردبینی کیڑوں سے لے کر شارک مچھلیوں تک

لاتعداد مخلوقِ خدا موجود ہے۔ اور اُن میں سے بھی ہر ایک کی خوراک، مقدار اور ضرورت مختلف ہے۔ وہ بھی اپنے دن بھر کی جدوجہد کے نتیجے میں سرِشام اپنے پیٹ اپنی مطلوبہ اور پسندیدہ غذا سے بھر کر اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹتی ہیں۔ آخر اس شفاف اور گدلے پانی میں اس میٹھے اور کھاری پانی میں خوراک کے ذخیرے کہاں ہیں جو اُن کے مالک نے اُن کے لیے تیار کر رکھے ہیں۔ لیکن ان کا مالک اور رب ان کو اُن کی ضرورت، ان کی خواہش اور ذوق کے مطابق اُن کی مطلوبہ خوراک، مطلوبہ تعداد کے مطابق روزمرّہ فراہم کرتا ہے۔ پتھر کے نیچے دبا ہوا کیڑا بھی اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ پتھروں کے درمیان اور اُن کے نیچے رہنے والے حشرات الارض بھی اپنی خوراک پاتے ہیں۔ لکڑی کے اندر رہنے والا کیڑا، زمین کی گہرائی میں پوشیدہ حشرات سارے ہی اپنی اپنی ضرورت اور حیثیت کے مطابق اپنی اپنی غذا اور پوشش حاصل کرتے ہیں اور ہر ذی روح کا رزق اس کا اس طرح تعاقب کرتا ہے جس طرح موت اس کا تعاقب کرتی ہے۔ یہ دو ہی چیزیں ہیں جو ہر ذی روح کو خود پہنچ کر ملتی ہیں موت اور سامانِ زیست۔ غرض یہ سب جاندار اللہ کے وسیع دسترخوان کے مہمان ہیں۔ اگر دُنیا کا معمولی حیثیت کا ایک انسان بھی اپنے مہمان کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا فراہم کرتا ہے تو وہ رب العالمین جس کے قبضۂ قدرت میں سارے خزانے ہیں وہ اپنے مہمانوں کو اپنے دسترخوان پر اُن کی ضرورت اور حاجت کے مطابق ان کی غذا کیوں فراہم نہ کرے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ دُنیا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا عظیم الشان شاہکار ہے جو ہمارے سامنے اپنی واضح نشانیوں کے ساتھ شرقاً غرباً شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ اسی عظیم ربوبیت کا تقاضا ہے کہ صرف اسی مالک کی اطاعت کی جائے جو سب کا پالنے والا ہے۔